از عدالتِ عظمیٰ

الہ آباد بینک و دیگر

بنام

دیپک کمار بھولا

تاریخ فیصلہ: 13 مارچ، 1997

[جے ایس ورما اور بی این کرپال، جسٹس صاحبان]

قانونِ ملازمت- معطلی- ملازم پر جعل سازی اور بینک سے غلط طریقے سے رقم نکالنے کا الزام- سی بی آئی نے تحقیقات کی جس کے نتیجے میں فرد جُرم دائر کی گئی- اخلاقی انحطاط پر مشتمل جرم- لہذا ایک بینک ملازم کی معطلی، جس کے خلاف اس طرح کے جرم کے انتظام کے لیے قانونی کارروائی کی منظوری دی گئی تھی، درست قرار دی گئی- محض 10 سال گزر جانے کی حقیقت اسے کسی حساس عہدے پر واپس آنے کی اجازت دینے کی کوئی بنیاد نہیں تھی جب تک کہ وہ بری نہ ہو جائے- الہ آباد پہلی دو فریقی مصالحت، 1966، شق 19.3 اور 19.2

مدعاعلیہ ایک بینک میں کلرک اور ٹائپسٹ کے طور پر کام کر رہا تھا۔ سی بی آئی نے تفتیش کی تھی اور اپنی رپورٹ پیش کی تھی، جس کے بعد پولیس سپرنٹنڈنٹ نے اپیل کنندہ بینک سے مدعاعلیہ اور ایک دوسرے شخص A کے خلاف مجرمانہ بد عملی اور دھوکہ دہی کے الزام میں استغاثے کے لۓ منظوری دینے کا مطالبہ کیا۔ اس کے مطابق اپیل کنندہ- بینک نے استغاثہ کے لیے منظوری دے دی اور انتظامیہ اور یونین کے درمیان 1966 کے پہلے دو طرفہ مصالحت کی شق 19.3 (a) کے مطابق 23-9-1987 پر مدعاعلیہ کی معطلی کا حکم بھی منظور کیا۔ منظوری کے مطابق سی بی آئی نے مدعاعلیہ کے خلاف ٹرائل کورٹ میں فرد جُرم دائر کی۔

اس کے بعد مدعاعلیہ نے معطلی کے حکم کو چیلنج کرتے ہوئے ایک رٹ پٹیشن دائر کی۔ عدالت عالیہ نے اپنے متنازعہ فیصلے کے ذریعے معطلی کے حکم کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دے دیا کہ محض یہ حقیقت کہ کسی شخص نے مجرمانہ سازش میں حصہ لیا تھا، یہ نہیں مانا جاسکتا کہ "اخلاقی انحطاط" سے متعلق جرم کا

ارتکاب کیا گیا تھا اور اس لیے اپیل گزار کو معطلی کا حکم منظور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ لہذا خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل۔

اپیل کنندہ بینک نے دعوی کیا کہ مدعاعلیہ نے اخلاقی انحطاط سے متعلق جرم کا ارتکاب کیا ہے، اور اس لیے، اپیل کنندہ کو مدعاعلیہ کو معطل کرنے کا دائرہ اختیار حاصل ہے۔ دوسری طرف مدعاعلیہ نے دلیل دی کہ حقیقت اور حالات کے پیش نظر، جب تقریباً 10 سال گزر چکے ہوں تو اس عدالت کو مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: 1. "اخلاقی انحطاط" سے متعلق جرم کا انحصار ہر معاملے کے حقائق پر ہونا چاہیے۔ تاہم، "اخلاقی انحطاط" سے متعلق سب سے سنگین جرائم میں سے ایک یہ ہوگا کہ جہاں کوئی شخص عام لوگوں کے پیسوں سے نمٹنے والی بینکنگ کمپنی میں ملازمت کرتا ہے، جعل سازی کا ارتکاب کرتا ہے اور غلط طریقے سے رقم نکالتا ہے جسے وہ نکالنے کا حقدار نہیں ہے۔

پون کمار بنام ریاست ہریانہ، 4 ایس سی سی 17 = [1996] ایس سی سی (سی آر آئی) 583 اور بلیشور سنگھ بنام ضلع۔ مجسٹریٹ اور کلکٹر، اے آئی آر (1959) آل 71، پر انحصار کیا۔

2. اگر مدعاعلیہ کے خلاف لگائے گئے الزامات ثابت ہو جاتے ہیں، تو یہ واضح طور پر ظاہر کرے گا کہ اس نے اخلاقی انحطاط کا جرم کیا تھا اور اس لیے، اپیل کنندہ کے پاس پہلا دوطرفہ مصالحت، 1966 کی شق 19.3 کے تحت اسے معطل کرنے کا دائرہ اختیار تھا۔ یہ حقیقت کہ تحقیقات سی بی آئی نے کی تھی جس کے نتیجے میں فرد جُرم دائر کی گئی تھی، اپیل کنندہ کے لیے یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لیے کافی تھی کہ زیر التواء استغاثہ مدعاعلیہ کو معطل کر دیا جانا چاہیے۔ ایسے ملازم کو نشست پر رہنے کی اجازت دینے کے نتیجے میں اسے اس فعل میں ملوث ہونے کا مزید موقع ملے گا جس کے لیے اس پر مقدمہ چلایا جا رہا تھا۔ یہ اپیل کنندہ کا پابند فرض تھا کہ اس نے فرسٹ دو فریقی مصالحت، 1966 کی شق 19.3 کی فراہمی کا سہارا لیا۔ محض یہ حقیقت کہ فرد قرار داد جرم دائر ہوئے تقریباً 10 سال گزر چکے ہیں، مدعا علیہ کو بینک میں کسی حساس عہدے پر ڈیوٹی پر واپس آنے کی اجازت دینے کی کوئی بنیاد نہیں ہو سکتی، جب تک کہ وہ الزام سے بری نہ ہو جائے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 9216، سال 1995۔

ڈبلیو پی نمبر 6118، سال 1988 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے مورخہ 23.4.91 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے ایس کے مہتا اور دھرو مہتا۔

جواب دہندہ کے لیے آر کے جین اور ایس آر سیٹیا۔

عدالت کا فیصلہ کیرپال، جسٹس نے سنایا۔

یہ الہ آباد عدالت عالیہ کے فیصلے کی اپیل ہے جس نے مدعا علیہ کی طرف سے دائر رٹ پٹیشن کی اجازت دی تھی اور معطلی کے حکم کو کالعدم قرار دیا تھا جو اس کے خلاف شروع کیے گئے استغاثہ کے زیر التواء منظور کیا گیا تھا۔ مختصر طور پر بیان کردہ حقائق یہ ہیں کہ سال 1984-85 کے دوران، مدعا علیہ الہ آباد بینک میں کلرک-بمعہ-ٹائپسٹ کے طور پر کام کر رہا تھا اور اس کی ایک برانچ لکھنؤ میں تھی۔ دہلی اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ کی طرف سے تحقیقات کی گئی اور 29.8.1986 پر مقدمہ درج کیا گیا۔ سی۔ بی۔ آئی۔ /ایس۔ پی۔ ای۔ لکھنؤ نے تحقیقات کے بعد ایک رپورٹ پیش کی جس کے بعد سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مدعا علیہ اور ایک دوسرے شخص اجے بھاٹیہ کے خلاف مجرمانہ بدسلوکی اور دھوکہ دہی کے الزام میں استغاثے کے لۓ منظوری کے لیے اپیل کنندہ بینک کو ایک خط لکھا۔

مذکورہ خط موصول ہونے پر اپیل کنندہ نے مدعا علیہ کے خلاف استغاثہ کی منظوری دینے کے لیے اقدامات کیے۔ اس نے فرسٹ دو فریقی مصالحت کی شق 19.3(a) کے تحت کارروائی کرنے کا بھی فیصلہ کیا۔ 1966 انتظامیہ اور یونین کے درمیان اور مدعا علیہ کو معطل کرنا۔ اس کے مطابق، 23.9.1987 کا معطلی حکم منظور کیا گیا جو کہ درج ذیل ہے:

> " چونکہ یہ انکشاف ہوا ہے کہ آپ نے اس سال کے دوران الہ آباد بینک، عالم باغ، لکھنؤ میں کلرک-بمعہ-ٹائپسٹ کے طور پر کام کرتے ہوئے 1984-85 معطلی کے تحت کلرک-بمعہ-کیشیئر شری اجے بھاٹیہ کے ساتھ مجرمانہ سازش کی۔ شری ایچ آر گرنانی ایڈوکیٹ، لکھنؤ اور کچھ نامعلوم افراد جن کا مشترکہ مقصد بدعنوان اور غیر قانونی ذرائع کو اپنا کر مجرمانہ بدانتظامی اور دھوکہ دہی کے جرائم کا ارتکاب کرنا ہے یا بصورت دیگر ان اپنے اور/یا دوسروں کے لیے ناجائز مالی فائدہ حاصل کر کے اپنے عہدے کا بد عملی کرنا ہے اور چونکہ آپ کے خلاف مقدمہ چلانے کے لیے اقدامات کیے گئے ہیں، اس لیے آپ کو آپ

کے خلاف زیر التواء قانونی کارروائی کے پہلے دو فریقی مصالحت کی شق 19.3(a) کے تحت فوری طور پر معطل کر دیا گیا ہے۔

معطلی کی مدت کے دوران آپ کو قواعد کے مطابق روزی روٹی الاؤنس ادا کیا جائے گا۔ آپ معطلی کی مدت کے دوران مجاز اتھارٹی کی پیشگی اجازت کے بغیر بھی اسٹیشن نہیں چھوڑیں گے۔

آپ کو اپنا مقامی ڈاکخانہ پتہ تحریری طور پر جمع کرانے کی بھی ضرورت ہے جہاں آپ کو بعد میں مطلع کیا جانا چاہیے۔"

استغاثہ کی منظوری کے مطابق، مدعاعلیہ کے خلاف عدالت میں 29.9.1987 کی تاریخ کی فرد جُرم دائر کی گئی تھی۔ اس کے بعد عدالت نے مدعاعلیہ کو 26.11.1987 پر سمن جاری کیا۔ کچھ مہینوں کے بعد مدعاعلیہ نے الہ آباد عدالت عالیہ میں معطلی کے مذکورہ حکم کو چیلنج کرتے ہوئے ایک رٹ پٹیشن دائر کی۔ 23.4.1991 کے متنازعہ فیصلے سے عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہنچی کہ اس حقیقت سے کہ کوئی شخص مجرمانہ سازش میں ملوث ہوا ہے، یہ نہیں مانا جاسکتا کہ "اخلاقی انحطاط" سے متعلق جرم کا ارتکاب کیا گیا تھا اور اس لیے، اپیل کنندہ کو معطلی کا حکم منظور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ عدالت عالیہ نے اس کے مطابق معطلی کے حکم کو کالعدم قرار دیا اور مدعاعلیہ کو مکمل مشاہرے اور الاونس کی ادائیگی کی ہدایت کی۔ یہ اپیل اپیل گزار کو خصوصی اجازت دیے جانے کے نتیجے میں سامنے آتی ہے۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کی طرف سے یہ دعوی کیا گیا ہے کہ مدعاعلیہ نے اخلاقی انحطاط سے متعلق جرم کا ارتکاب کیا تھا اور اس لیے اپیل کنندہ کو مدعاعلیہ کو معطل کرنے کا دائرہ اختیار حاصل تھا۔ مدعا علیہ کی جانب سے سینئر وکیل، مسٹر آر کے جین کا بیان، تاہم، یہ تھا کہ کیس کے حقائق اور حالات پر جب تقریباً 10 سال گزر چکے ہیں، اس عدالت کو مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ یہ مزید پیش کیا گیا کہ معطلی کے حکم کی منظوری کے لیے بینک کی طرف سے ذہن کی کوئی درخواست نہیں کی گئی تھی اور اس کے نتیجے میں عدالت عالیہ معطلی کے حکم کو کالعدم قرار دینے میں درست تھی۔

فرد جُرم، جو دائر کی گئی تھی، کمیشن اور غلطیوں کی کارروائیوں کی وضاحت کرتی ہے جن کا مبینہ طور پر مدعاعلیہ ودیگران افراد نے ارتکاب کیا تھا۔ فرد قرار داد جرم کے ذریعے بیان کردہ کام حسب ذیل ہیں:

"جناب اجے بھاٹیہ، جو سال 1984-85 کے دوران الہ آباد بینک، عالم باغ برانچ، لکھنؤ میں کلرک کم کیشیئر کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے، نے جناب گجرج شرما کے نام سے کھاتہ نمبر 2618 کے خلاف چیک بُکس نمبر شمار 7771 سے 7780 تک کے اجراء کا اندراج کیا، اور اس اندراج کے مطابق چیک اجراء رجسٹر میں درست اندراج کیا۔ جناب دیپک کمار بھولا نے جناب راجندرا کے طور پر دستخط کیے کہ انہوں نے مذکورہ چیک بُک کھاتہ دار کی جانب سے وصول کی ہے۔ ایس بی اکاؤنٹ نمبر 2284 جو کہ جناب لیکھارام کے نام ہے، ایس بی اکاؤنٹ نمبر 1103 جو کہ جناب شانتی پرکاش اور محترمہ پری لاتا کے نام ہے، ان کے لیجرز سے معلوم ہوتا ہے کہ چیک بُکس جن میں چیک نمبر 7631، 7640، 7581 سے 7590 اور 7551 سے 7560 شامل ہیں، بظاہر ان کھاتہ داروں کو جاری کیے گئے ہیں، حالانکہ درحقیقت ان میں سے کسی بھی کھاتہ دار نے کبھی چیک بُک کے لیے درخواست نہیں دی تھی، نہ ہی چیک بُک کسی کو جاری کی گئی تھی، اور لیجر اکاؤنٹس میں جعلی اندراجات کیے گئے تھے۔

چیک نمبر 7631 جس کی مالیت روپے 9560.62 پیسے اور چیک نمبر 7632 جس کی مالیت روپے 7532.00 تھی، بظاہر کھاتہ دار جناب لیکھارام، جن کا اکاؤنٹ نمبر 2484 ہے، کی جانب سے جاری کیے گئے تھے۔ ایک اور چیک نمبر 7551 جس کی مالیت روپے 1400.00 اور چیک نمبر 7552 جس کی مالیت روپے 14,800.00، بظاہر جناب شانتی پرکاش، کھاتہ دار اکاؤنٹ نمبر 1103 کے نام سے اور چیک نمبر 7775 جس کی مالیت روپے 12,800.51، بظاہر جناب گجرج شرما، کھاتہ دار اکاؤنٹ نمبر 2618 کے نام سے جاری کیے گئے تھے۔ یہ تمام چیکز جناب دیپک کمار بھولا نے، جو کہ الہ آباد بینک، عالم باغ برانچ، لکھنؤ میں کلرک کم ٹائپسٹ کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے اور جنہوں نے اپنے آپ کو راجندرار ٹھور کے طور پر پیش کیا، کورپوریٹ بینک، قیصر باغ، لکھنؤ میں پیش کیے۔ جناب ایچ۔ آر۔ گورنانی، وکیل، لکھنؤ نے جناب ڈی کے بھولا کو اکاؤنٹ کھولتے وقت راجندرار ٹھور کے طور پر متعارف کروایا تھا، اور جناب ایچ۔ آر۔ گورنانی کا خود بھی اس کورپوریٹ بینک میں اکاؤنٹ نمبر 87 تھا۔ مذکورہ دیپک کمار بھولا نے چیک نمبر 7551 روپے 11400.60، 7552 روپے 14800.00، 7632 روپے 7532، 7631 روپے 9560 اور 7775 روپے 12800.51 کے لیے پانچ پے ان سلپ جمع کروائے، جو کہ پانچ مختلف چیکز نمبر 021781 مورخہ 24-04-1984 روپے 11000.00، 021762 مورخہ 01-09-1984 روپے 1500.00، 021763 مورخہ 15-08-1984 روپے 17000.00، 021765 مورخہ 25-09-1984 روپے

11000.00، 021767 مورخہ 25-09-1984 روپے 203.73 کے ذریعے تھے۔ مذکورہ دیپک کمار بھولا نے اپنے آپ کو راجندرار ٹھور ظاہر کرتے ہوئے کورپوریٹ بینک، قیصر باغ، لکھنؤ میں ایس بی اکاؤنٹ نمبر 3206 کا عمل کیا اور پوری رقم نکال لی۔ جبکہ مذکورہ کھاتہ دار جناب لیکھارام اکاؤنٹ نمبر 2484، جناب شانتی پرکاش اور محترمہ پریملا تا اکاؤنٹ نمبر 1103 اور جناب گجرج شرما اکاؤنٹ نمبر 2618 نے کبھی بھی یہ چیکز جاری نہیں کیے اور نہ ہی اپنے متعلقہ کھاتوں میں چیک کی سہولت حاصل کی تھی۔

کل رقم روپے 56,103.77 مذکورہ جعلی اکاؤنٹ نمبر 3206 سے جناب دیپک کمار بھولا نے راجندرا رٹھور کے طور پر دستخط کر کے پانچ چیکز جاری کر کے نکالی۔

مذکورہ بالا الزامات کی بنیاد پر مدعاعلیہ پر تعزیرات ہند کی دفعہ 120(B)/419/420/467/468/471 اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1947 کی دفعہ 5(1)(d) کے ساتھ پڑھے جانے والے 5(2) کے تحت قابل سزا جرائم کا الزام عائد کیا گیا۔

پہلی دو فریقی مصالحت کی شق 19.2 اور 19.3 کا حوالہ دینا مناسب ہوگا جس کے تحت مدعاعلیہ کو معطل کرنے کے احکامات جاری کیے گئے تھے۔ یہ شقیں حسب ذیل ہیں:

"19.2 "جرم" کے بیان محاورہ سے مراد کوئی بھی ایسا جرم ہوگا جس میں اخلاقی انحطاط شامل ہو جس کے لیے کوئی ملازم قانون کی کسی بھی توضیع کے تحت اثباتِ جُرم اور سزا کا جوابدہ ہو۔

19.3 (a) جب انتظامیہ کی رائے میں کسی ملازم نے کوئی جرم کیا ہو، جب تک کہ اس پر دوسری صورت میں مقدمہ نہ چلایا جائے، بینک اس کے خلاف مقدمہ چلانے یا اس کے خلاف مقدمہ چلانے کے لیے اقدامات کر سکتا ہے، تو بینک مقدمہ چلانے کے لیے اقدامات کر سکتا ہے اور ایسی صورت میں اسے معطل بھی کیا جا سکتا ہے۔

(b) اگر وہ پٹہ دہندہ قرار دیا جاتا ہے، تو اسے اس کی اثباتِ جُرم کی تاریخ سے برخاست کیا جا سکتا ہے یا اسے کسی بھی قسم کی اثباتِ جُرم دی جا سکتی ہے جیسا کہ ذیل میں شق 19.6 میں مذکور ہے۔

مذکورہ بالا شقوں کے محض مشاہدے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر انتظامیہ کی رائے میں کسی ملازم نے جرم کیا ہے تو بینک اس کے خلاف مقدمہ چلانے کے لیے اقدامات کر سکتا ہے اور ایسی صورت میں اسے معطل بھی کیا جا سکتا ہے۔ شق 19.3 (a) میں پائے جانے والے لفظ "جرم" کی تعریف شق

19.2 میں "اخلاقی انحطاط" سے متعلق کسی بھی جرم کے لیے کی گئی ہے جس کے لیے کوئی ملازم قانون کی کسی بھی توضیع کے تحت اثباتِ جُرم اور سزا کا جوابدہ ہے۔

"اخلاقی انحطاط" سے متعلق جرم کیا ہے اس کا انحصار ہر معاملے کے حقائق پر ہونا چاہیے۔ لیکن "اخلاقی انحطاط" کی اصطلاح کو جو بھی معنی دیا جائے، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ "اخلاقی انحطاط" سے متعلق سب سے سنگین جرائم میں سے ایک یہ ہوگا کہ جہاں کوئی شخص عام لوگوں کے پیسوں سے نمٹنے والی بینکنگ کمپنی میں ملازمت کرتا ہے، جعل سازی کا ارتکاب کرتا ہے اور غلط طریقے سے رقم نکالتا ہے جسے وہ نکالنے کا حقدار نہیں ہے۔

پون کمار بنام ریاست ہریانہ ودیگر، [1996] 4 ایس سی سی 17 میں صفحہ 21 پر اس عدالت نے اس سوال پر غور کیا کہ "اخلاقی انحطاط" کے اظہار کا کیا مطلب ہے اور اس کا مشاہدہ اس طرح کیا گیا:

""اخلاقی انحطاط ایک ایسا اظہار ہے جو قانونی اور سماجی بول چال میں ایسے طرز عمل کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے جو فطری طور پر بنیاد پرست، بدصورت، بدصورت یا بدکاری ظاہر کرنے والا کوئی تعلق رکھتا ہو۔

اس اظہار کو بلیشور سنگھ بنام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ زائد کلکٹر، بنارس، اے آئی آر (1959) الہ آباد 71 میں مزید تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جہاں اس کا مشاہدہ اس طرح کیا گیا تھا:

" بیان محاورہ 'اخلاقی انحطاط' کی تعریف کہیں بھی نہیں کی گئی ہے۔ لیکن اس کا مطلب انصاف، ایمانداری، شائستگی یا اچھے اخلاق کے خلاف کیا گیا کچھ بھی ہے۔ یہ مخصوص طرز عمل کے ذمہ دار شخص کے مزاج کی بدکاری اور بدکاری کو ظاہر کرتا ہے۔ کسی شخص کی طرف سے دیا گیا ہر جھوٹا بیان اخلاقی انحطاط نہیں ہو سکتا، لیکن ایسا تب ہوگا جب یہ کسی بھی نجی اور سماجی فرض کو انجام دینے میں بدکاری یا بدکاری کا انکشاف کرے جو ایک شخص اپنے ساتھیوں یا عام طور پر معاشرے کے لیے رکھتا ہے۔ اگر اس لیے کسی مخصوص طرز عمل کا ذمہ دار فرد کسی دوسرے فرد یا عام طور پر معاشرے کا فرض ہے کہ وہ ایک مخصوص انداز میں کام کرے یا ایسا نہ کرے اور پھر بھی وہ اس کے برعکس کام کرتا ہے اور جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے، تو اس کے طرز عمل کو بدنیتی اور محرومیوں کی وجہ سے ہونا چاہیے۔ یہ انسان اور انسان کے درمیان قبول شدہ روایتی حکمرانی اور فرض کے منافی ہوگا۔"

ہماری رائے میں مذکورہ بالا مشاہدات "اخلاقی انحطاط" کے بیان محاورہ کے حقیقی معنی کو درست طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ مذکورہ امتحان کا اطلاق کرتے ہوئے، اگر مدعا علیہ کے خلاف لگائے گئے

الزامات ثابت ہو جاتے ہیں، تو یہ واضح طور پر ظاہر ہو گا کہ اس نے اخلاقی انحطاط سے متعلق جرم کیا تھا اور اس لیے، اپیل کنندہ کو مذکورہ بالا شق 19.3 کے تحت اسے معطل کرنے کا دائرہ اختیار حاصل تھا۔عدالت عالیہ نے مشاہدہ کیا کہ ریکارڈ پر ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو یہ بتائے کہ انتظامیہ نے درخواست گزار کے خلاف دستیاب تمام متعلقہ مواد پر غور کرنے پر معروضی طور پر رائے قائم کی ہے کہ کیس کے حالات میں درخواست گزار سے منسوب مجرمانہ کارروائیوں سے محرومی اور کردار کی بے حیائی ظاہر ہوتی ہے اور وہ ایسے ہیں جن میں اخلاقی انحطاط شامل ہو۔اس نے مذکورہ بالا جرائم کے ارتکاب کے لیے مجرمانہ سازش میں داخل ہونے کو اخلاقی انحطاط سے متعلق جرم نہیں سمجھا۔ہم سب، کم از کم، اس نتیجے پر حیران ہیں جو الہ آباد عدالت عالیہ نے اخذ کیا ہے۔اپیل کنندہ کے سامنے C.B.I./S.P. E. کی رپورٹ کی شکل میں ریکارڈ پر موجود مواد موجود تھا، جو واضح طور پر جواب دہندہ کی طرف سے مبینہ طور پر کیے گئے "اخلاقی انحطاط" کے مترادف کمیشن اور خامی کی کارروائیوں کی نشاندہی کرتا ہے۔مزید برآں مدعاعلیہ پر بینک میں کام کرتے ہوئے مبینہ طور پر کیے گئے مختلف جرائم کا الزام عائد کیا گیا ہے اور جس کی سزا دس سال تک قید ہو سکتی ہے (اگر مدعاعلیہ کو تعزیرات ہند کی دفعہ 467 کے تحت مجرم قرار دیا جاتا ہے)۔

ہم مدعاعلیہ کے لیے فاضل وکیل کی اس دلیل سے اتفاق کرنے سے قاصر ہیں کہ معطلی کے احکامات منظور کرنے سے پہلے اپیل کنندہ کے ذریعے ذہن کا کوئی اطلاق یا حقائق پر معروضی غور نہیں کیا گیا ہے۔جیسا کہ پہلے ہی مشاہدہ کیا گیا ہے، یہ حقیقت کہ تحقیقات سی بی آئی کے ذریعے کی گئی تھی جس کے نتیجے میں مدعاعلیہ کے ذریعے کیے گئے مختلف جرائم کا الزام لگاتے ہوئے فرد قرارداد جرم دائر کی گئی تھی، اپیل گزار کے لیے یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لیے کافی تھی کہ زیر التواء استغاثہ مدعاعلیہ کو معطل کیا جانا چاہیے۔یہ واقعی ناقابل تصور ہو گا کہ بینک کسی ملازم کو ڈیوٹی پر رہنے کی اجازت دے جب وہ بدعنوانی اور رقم کے غلط استعمال کے سنگین الزامات کا سامنا کر رہا ہو۔ایسے ملازم کو نشست پر رہنے کی اجازت دینے کے نتیجے میں اسے ان کاموں میں ملوث ہونے کا مزید موقع ملے گا جن کے لیے اس پر مقدمہ چلایا جا رہا تھا۔ان حالات میں، یہ اپیل کنندہ کا پابند فرض تھا کہ وہ 1966 کے پہلی دو فریقی مصالحت کی شق 19.3 کی دفعات کا سہارا لے۔محض یہ حقیقت کہ فرد قرارداد جرم دائر ہوئے تقریباً 10 سال گزر چکے ہیں، مدعاعلیہ کو بینک میں کسی حساس عہدے پر ڈیوٹی پر واپس آنے کی اجازت دینے کی کوئی بنیاد نہیں ہو سکتی، جب تک کہ وہ الزام سے بری نہ ہو جائے۔

ہماری رائے میں، عدالت عالیہ نے معطلی کے احکامات کو کالعدم قرار دینا جائز نہیں تھا۔ ہم اس کے مطابق، اس اپیل کی اجازت دیتے ہیں، الہ آباد عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے کو مسترد کرتے ہیں اور مدعا علیہ کی طرف سے دائر کردہ رٹ پٹیشن نمبر 6118/1988 کو مسترد کرتے ہیں۔ تاہم اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

اپیل منظور کی گئی۔